الفصل الأظهر في تحقیق بیعة علي رضي الله عنه أبابكر رضي الله عنه بعد ستة أشهر

مسئلہ بیعتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تحقیقی نظر

تحریر

علی طحاوی

کیا سیدنا علیؓ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بیعت چھ ماہ بعد کی تھی؟

روافض نے عرصہ دراز سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ ہر موضوع کے اعتبار سے دلائل کو رد و قبول کرتے ہیں، جب بات معاملہ فدک کا ہو تو صحیح بخاری و مسلم کی روایت کو رد کر کے ہبہ والی روایات پیش کرتے ہیں اور جب سیدہؓ کی ناراضگی ثابت کرنا ہو تو بخاری کی روایت پیش کرتے ہیں یعنی ہر وہ دلیل جس سے یہ استدلال کرتے ہیں اسی دلیل کو دوسرے موقعے پر رد کرتے ہیں۔ ہمارا موضوع سیدنا علیؓ کی بیعت کے حوالے سے ہے تاکہ نواصب و روافض کے لئے اکٹھا جواب ہو جائے، جس میں ضمناً سیدہ فاطمہؓ کی ناراضگی کے معاملے کی بھی تحلیل ہو جائے گی۔ بخاری و مسلم کی حدیث جس میں فدک کا معاملہ ذکر ہوا ہے اس کے چند طرق میں یہ اضافہ بھی پایا جاتا ہے کہ

۱ -سیدہ فاطمہؓ سیدنا ابو بکرؓ کے جواب پر نادم ہوئیں۔

۲ -سیدنا علیؓ نے بیعت چھ ماہ تک نہیں کی تھی۔

ہم اس روایت پر سندی اور درایتی پہلو سے بحث کریں گئے اور کوشش کریں گئے کہ ہر پہلو سے اس معاملے کو حل کیا جائے۔

مؤقف: اہل سنت کے ایک طبقے کا مؤقف اس روایت کے اعتبار سے یہ ہے کہ روایت میں سیدہ فاطمہؓ کی ناراضگی اور سیدنا علیؓ کی بیعت کے الفاظ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے نہیں بل کہ امام زہریؒ کے ادراج کردہ ہیں۔اور ادراج منقطع ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے جب کہ اس کے مقابلے میں سیدنا علی کا عام بیعت میں ہی شامل ہونا ثابت ہے اور یہی رائے سب سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔

سندی بحث:

اس روایت پر سندی بحث سے قبل کچھ تمہیدی باتیں کرنا ضروری ہیں جس میں یہ واضح ہو جائے کہ دراصل ادراج ہے کیا اور کیسے روایت میں اسے پرکھا جاتا ہے۔

مدرج حدیث کی تعریف:

امام ابن صلاح کہتے ہیں:

مدرج کی چند قسمیں ہیں، انہیں میں سے وہ ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض راویوں کے کلام سے داخل کر دیا جائے بایں طور کہ صحابی یا وہ راوی جو اس کے بعد (نیچے) کا ہے حدیث کے روایت کرنے کے بعد اپنے پاس سے کوئی کلام ذکر کرے، چنانچہ اس کے بعد (نیچے) کا راوی اس کو حدیث سے ملا کر بیان کر دے، ان دونوں کے درمیان اس کے قائل کا ذکر کرے فصل کئے بغیر، پس اس کے سلسلہ میں معاملہ مشتبہ ہو جائے اس شخص پر جو حقیقت حال سے ناواقف ہو، اور سمجھ بیٹھے کہ پورا ہی (کلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے[1]۔

جامع تعریف اس کی یہ ہو گی:

مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند میں تبدیلی کر دی گئی ہو یا متن میں کوئی بات اس طریقے سے داخل کر دی گئی ہو کہ اسے علیحدہ شناخت نہ کیا جاسکے۔

یعنی ادراج میں نچلے طبقات کے راویان کو شبہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ حدیث رسول اور کلام راوی کو جمع کر کے بیان کر دیتے ہیں۔ مدرج کی پہچان کس بنیاد پر ہو گی تو اس میں چند طریقے علماء کی طرف سے ذکر کیے گئے ہیں:

١-جو بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں شامل کر کے بیان کی جارہی وہ ایسی ہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب اس کی نسبت محال ہو۔

٢-روایت میں ادراج کی نشاندہی امام العلل کر دے۔

٣-راوی خود ہی روایت میں تصریح کر دے کہ یہ اس کا کلام ہے۔

٤-راوی کے تلامذہ میں سے کوئی تفریق کر دے جس سے راوی کے کلام اور حدیث کا فرق پتہ چل جائے

---

[1] العرف الفياح على مقدمة ابن الصلاح ص ٥٠٧

یا راوی کی روایات کے تقابل کرنے سے ادراج کی معرفت ہو جائے۔(البتہ یہاں محققین کا اختلاف ہے۔)[1] مدرج روایات کی تفصیل امام خطیب بغدادی کی کتاب **"الفصل للوصل المدرج فی النقل"** میں مل جائے گی۔

اس تمہید کے تحت ہی ہم قارئین کے سامنے روایت میں ادراج کی نشاندہی دلائل سے پیش کریں گئے۔ یہ روایت کتب حدیث میں کئی مقامات میں ذکر کی گئی ہے لیکن قابل اعتراض حصہ کو نقل صرف امام زہری نے کیا ہے اور ان سے بھی کبھی یہ حصہ تفصیلا مروی ہے اور کبھی مختصرا، بہر کیف روایت کا قابل اعتراض حصہ امام زہری کی طرف سے ادراج ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

امام ابو بکر بیہقی اشعریؒ(م ٤٥٨ھ) نے اس حدیث پر سب سے پہلے اعتراض کیا اس سے قبل اگر کسی نے کیا ہو تو ہمارے علم میں نہیں، امام بیہقی محدث، علل کی معرفت رکھنے والے ہیں، آپؒ نے اپنی مشہور تصنیف **"الإعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث"** میں اس روایت پر بہترین کلام فرمایا ہے چناں چہ امام بیہقیؒ کہتے ہیں:

وَالَّذِي رَوَى أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهُ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيثِ فِي قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَحَفِظَهُ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهُ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ الْحَدِيثِ[2].

اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ سیدنا علیؓ نے سیدنا ابو بکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ سیدہ عائشہؓ کے قول سے نہیں ہے بے شک یہ زھری کے کلام میں سے ہے، پس اسے بعض راویان نے

---

[1] العرف الفياح على مقدمة ابن صلاح ص ٥١٠-٥١١؛ تيسير مصطلح الحديث ص ١٨٣
المدرج فى الحديث النبوى شريف مفهومة لمحمد بن عبدالرزاق ص١٤٩

[2] الاعتقاد للبيهقي ص٣٥٢

حضرت فاطمہؓ والی حدیث میں ادراج کر دیا ہے، اور اسے معمر بن راشد نے یاد رکھا اور اسے مفصل بیان کیا اور قول زھری کو حدیث سے الگ کیا۔

امام بیہقیؒ کے اس قول سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امام زہریؒ کے ثقہ عالم، شاگرد معمر بن راشدؒ نے اس روایت میں قول زھری کی نشاندہی کی ہے جسے بعض راویان نے غلطی سے ایک ہی کلام سمجھ لیا تھا۔ ہم نے تمہیدی بحث میں یہ ذکر کر آئے ہیں کہ تلامذہ یا پھر کسی محدث کی طرف سے ادراج کی تصریح مدرج روایت کی معرفت کے لیے کافی ہے۔ البتہ ہم یہاں امام بیہقیؒ کے کلام پر دلائل بھی پیش کریں گئے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَامِدٍ الْمُقْرِئُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ , ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ , ثنا وُهَيْبٌ , ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ , ثنا أَبُو نَضْرَةَ , عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَّا ، فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِنَّا، قَالَ: فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَكُونُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: جزاكُمُ اللَّهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذَلِكَ لَمَا صَافَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوهُ ثُمَّ انْطَلَقوا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعهُ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتَّى جَاءُوا بِهِ قَالَ: ابْنُ عَمَّةِ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيُّهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ[1]

حضرت ابو سعید خذری رض سے روایت ہے آپ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا انصار کے خطیب کھڑے ہو گئے تو ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا: اے گروہ مہاجرین! جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہمارا آدمی بھی ملاتے تو ہماری رائے یہ ہے کہ یہ امر خلافت بھی دو آدمیوں کو سونپا جائے ایک تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے ہو۔ ابو سعید خذری نے فرمایا: پھر انصار کے خطیب بار بار یہی بات دہرانے لگے تو حضرت زید بن ثابت رض کھڑے ہوئے آپ رض نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے امام بھی مہاجرین میں سے ہو گا ہم اس کے معاون و مددگار ہوں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رض کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے اور قائل کو ثابت رکھے پھر فرمایا: اگر تم اس کے علاوہ کرو تو ہم تم سے مصافحہ نہیں کریں گے۔ پھر زید بن ثابت رض ابو بکر صدیق علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یہ تمھارے صاحب ہیں ان کی بیعت کرو۔ پھر لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب سیدنا ابو بکر علیہ السلام منبر پر بیٹھے تو لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا ان میں حضرت مولا علی علیہ السلام کو نہیں دیکھا تو آپ نے پوچھا علی کے متعلق پوچھا تو انصار میں کچھ لوگ اٹھے وہ حضرت علی علیہ السلام کو لے کر آئے تو حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ ص کے داماد! کیا آپ مسلمانوں کی لاٹھی توڑنے کا ارادہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے رسول اللہ کے خلیفہ کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے بیعت کی۔ پھر آپ نے حضرت زبیر بن عوام کو نہیں دیکھا۔ آپ نے ان کے متعلق پوچھا لوگ انھیں لے آئے۔ جب

---

[1] الإعتقاد للبيهقي ص۳٤۹،واسناده صحيح

حضرت زبیرؓ آ گئے تو آپ نے فرمایا: اے رسول اللہ کی پھوپھی کے بیٹے اور حواری! کیا آپؓ نے مسلمانوں کے عصا کو پھاڑنے کا ارادہ کیا ہے؟ تو حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ جیسا جواب دیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کوئی حرج نہیں پھر آپ نے بھی بیعت کرلی۔

اس سند کے تمام راویان ثقہ، محدث اور امام ہیں، اس صحیح روایت کی تائید دیگر روایات بھی کرتی ہیں۔ یہ روایت بھی ایک قرینہ ہے کہ زھری کی روایت مدرج ہے۔

امام بیھقی کہتے ہیں:

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ , ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَيْهَقِيُّ , ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ , عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ , عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ثُمَّ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ – يَعْنِي إِلَى عَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِ وَمَنْ تَخَلَّفَ – وَقَالَ:وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَليلَةً قَطُّ وَلَا كُنْتُ فِيهَا رَاغِبًا وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ وَلَكِنِّي أَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ وَمَا لِي فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ وَلَكِنْ قُلِّدْتُ أَمْرًا عَظِيمًا مَا لِي بِهِ طَاقَةٌ وَلَا يَدَانِ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللَّهِ وَلَوَدِدْتُ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ مَكَانِي عَلَيْهَا الْيَوْمَ فَقَبِلَ الْمهَاجِرُونَ مِنْهُ مَا قَالَ وَمَا اعْتَذَرَ بِهِ، وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا أَنَّا أُخِّرْنَا عَنِ الْمُشَاوَرَةِ وَإِنَّا نَرَى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَكِبَرَهُ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ [1]

محمد بن عبد اللہ الحافظ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن محمد البیہقی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن منذر حزامی نے ہم سے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فلیح

[1] الإعتقاد للبيهقي ص ٣٥٠

نے بیان کیا وہ موسی بن عقبہ سے وہ سعد بن ابراہیم سے راوی کہا مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا قصے میں آپ نے فرمایا: پھر حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے آپؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر پیچھے رہ جانے والوں سے معذرت کی اور کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ایک دن اور ایک رات خلافت پر حریص نہ ہوا اور نا ہی میں نے اس کی رغبت رکھی اور نا ہی میں نے اللہ تعالی سے اس کا پوشیدہ یا اعلانیہ سوال کیا لیکن مجھے فتنے کی اصلاح کی فکر لاحق ہوئی ہے اور خلافت میں میری کوئی راحت نہیں لیکن مجھے ایک عظیم امر کا والی بنایا گیا۔ مجھے اس کی طاقت ہے نامہارت مگر اللہ تعالی کی تقویت ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں سے جو سب سے قوی ہے میری جگہ آجائے جس جگہ میں ہوں (یعنی خلیفہ کا عہدہ سنبھال لے۔) جب آپؓ نے یہ بیان فرمایا تو مہاجرین نے آپؓ کی معذرت قبول کرلی۔ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے کہا ہم صرف اس بات پر ناراض تھے کہ ہمیں مشاورت سے پیچھے کیوں رکھا گیا حالاں کہ ہماری رائے یہ تھی کہ نبی مکرم ص کے بعد سیدنا ابو بکرؓ ہی امر خلافت کے حق دار ہیں۔ آپ نبی مکرم کے غار کے ساتھی ہیں اور دو میں سے دوسرے ہیں۔ بلاشبہ آپؓ کے شرف و بڑائی کو پہچانتے ہیں اور نبی مکرم ص نے نماز پڑھانے کا آپؓ کو حکم دیا جب کہ نبی مکرم ص اس وقت زندہ تھے۔

اس سند میں راوی محمد بن فلیح کمزور راوی ہیں لیکن شواہد و متابعات میں مقبول ہیں، اس لیے یہ روایت پہلی روایت کی وجہ سے قوی بنتی ہے۔ اس کے علاوہ سب راوی ثقہ و صدوق ہیں۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ بھی عام بیعت میں شامل تھے، اس لیے مقابلے میں زہری کی روایت کا مدرج ہونا تاریخی حقائق سے بھی واضح ہو جاتا ھے۔ یہ دلائل بطور قرینہ پیش ہوئے ہیں اگر یہ ثابت نہ بھی ہوں تب بھی روایت میں ادراج ثابت ہے۔

ادراج کی دلیل:

امام طبری کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الضِّرَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ والعباس أتيا أَبَا بَكْرٍ يَطْلُبَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ، وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: أَمَا انى سمعت رسول الله يَقُولُ: لا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ الله يَصْنَعُهُ إِلا صَنَعْتُهُ[1].

ہم سے ابو صالح الضراری نے بیان کیا، انہوں نے امام عبدالرزاق بن ھمام سے بیان کیا، انہوں نے معمر بن راشد سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے بیان کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے' البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال سے کھاتی رہے گی اور میں، اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا۔ جس حال میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں میں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں تھا۔

---

[1] تاريخ الرسل والملوك لابن جرير الطبرى ج ۳ ص ۲۰۷-۲۰۸، وسنده صحيح

یہ روایت صحیح بخاری رقم حدیث ٤٢٤١ میں موجود ہے۔اصل روایت یہیں تک ہے یعنی فدک کے نہ دینے تک۔ مگر اس کے بعد امام طبری نے مزید لکھا:

قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى مَاتَتْ، فَدَفَنَهَا عَلِيٌّ لَيْلا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَكَانَ لِعَلِيٍّ وَجْهٌ مِنَ النَّاسِ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ انْصَرَفَتْ وُجُوهُ النَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ، فَمَكَثَتْ فَاطِمَةُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ص، ثُمَّ تُوُفِّيَتْ.

ایک شخص نے کہا(زہری)": فاطمہ اس پر خفاء ہو گئیں اور "اس موضوع" پر اپنی موت تک کلام نہیں کیا، (پھر جب وفات ہوئی) تو علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کے وقت دفن کر دیا، اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اس کا علم نہ ہونے دیا، جب تک فاطمہ سلام اللہ علیہا زندہ تھیں، علی لوگوں میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ مگر جب سیدہ کی وفات ہوئی، لوگ ان کی طرف سے متنفر ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علی کی بیعت، سیدہ فاطمہ کا خفا ہونا یہ سب زہری کا کلام ہے چوں کہ یہاں راوی نے روایت بیان کرتے وقت تفریق کی ہے اور "قال" سے یہ کلام بیان کیا ہے۔اسی طرف امام بیہقی نے اشارہ کیا ہے کہ امام معمر نے تفریق کی ہے روایت کرتے وقت کہ یہ حصہ سیدہ عائشہ کی طرف سے اور بقیہ آخری حصہ ان کے استاذ کا بیان کردہ واقعہ ہے۔

مزید امام طبری بیان کرتے ہیں:

قَالَ مَعْمَرٌ: فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ: أَفَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِيٌّ سِتَّةَ أَشْهُرٍ! قَالَ: لا، وَلا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، حَتَّى بَايَعَهُ عَلِيٌّ فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ انْصِرَافَ وُجُوهِ النَّاسِ عَنْهُ ضَرَعَ إِلَى مُصَالَحَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنِ ائْتِنَا وَلا يَأْتِنَا مَعَكَ أَحَدٌ، وَكَرِهَ أَنْ يَأْتِيَهُ عُمَرُ لِمَا عَلِمَ مِنْ شِدَّةِ عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: لا تأتهم وحدك، قال ابو بكر:

والله لآتِيَنَّهُمْ وَحْدِي، وَمَا عَسَى أَنْ يَصْنَعُوا بِي! قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَلِيٍّ، وَقَدْ جَمَعَ بَنِي هَاشِمٍ عِنْدَهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنَا مِنْ أَنْ نُبَايِعَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنْكَارٌ لِفَضِيلَتِكَ، وَلا نَفَاسَةٌ عَلَيْكَ بِخَيْرٍ سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ، وَلَكِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ لَنَا فِي هَذَا الأَمْرِ حَقًّا، فَاسْتَبَدَدْتُمْ بِهِ عَلَيْنَا. فَلَمَّا صَمَتَ عَلِيٌّ تَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثم قال: اما بعد، فو الله لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَلَوْتُ فِي هَذِهِ الأَمْوَالِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ غَيْرَ الخير، ولكني سمعت رسول الله يَقُولُ: لا نُورَّثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ، وَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ لا أَذْكُرُ أَمْرًا صَنَعَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ إِلا صَنَعْتُهُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ، فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ عَذَرَ عَلِيًّا بِبَعْضِ مَا اعْتَذَرَ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ، وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ، ثُمَّ مَضَى إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ قَالَتْ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالُوا: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، قَالَتْ: فَكَانَ النَّاسُ قَرِيبًا إِلَى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْحَقَّ وَالْمَعْرُوفَ.

معمر (شاگرد امام زہری) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے زہری سے سوال کیا: کیا علی نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی؟ تو زہری نے کہا: ہاں، اور بنو ہاشم میں سے کسی بھی فرد نے بیعت نہیں کی تھی۔ حتی کہ علیؓ بیعت پر رضامند ہو گئے مصلحت کے تحت، اور ابو بکرؓ کی طرف پیغام بھیجا: آپ مجھ سے ملاقات کیجیئے اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم! ضرور ان کی پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ کیا' اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ

نے آپ کو بخشا ہے' سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گئی اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکرؓ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علیؓ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت کا حصہ نہ تھا بل کہ امام زہری کا کلام ہے جسے وہ بلا سند بیان کرتے ہیں، امام معمر کا اسے تفصیلا بیان کرنا اور تفریق کرنا اس روایت کے مدرج ہونے کے لیے کافی ھے اور یوں امام بیہقیؒ کا نقد دلائل کے تحت صحیح ثابت ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی مقامات موجود ہیں جہاں قال سے تفریق موجود ھے، اسی طرح دیگر کتب سے بھی کلام کی تفریق کا علم ہو جاتا ہے۔

ادہر ایک اعتراض کا ازالہ کرنا ضروری ہے اکثر شیعہ حضرات یہ جواب دیتے نظر آئے ہیں کہ اگر چند روایات میں قال (مزکر کے صیغے) سے متن موجود ہے تو چند روایات میں قالت (مؤنث کے صیغے) سے بھی تو مروی ہے تو یہ ان کا اعتراض ادراج کی اصطلاح کو نا سمجھنے کے باعث ہے۔ جب ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ ادراج میں کلام اس طرح جمع ہو جاتے ہیں کہ بعد والے راویان تفریق نہیں کر پاتے۔

امام طبری کہتے ہیں:

قَالَ مَعْمَرٌ: فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ: أَفَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِيٌّ سِتَّةَ أَشْهُرٍ! قَالَ: لا، وَلا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، حَتَّى بَايَعَهُ عَلِيٌّ فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ انْصِرَافَ وُجُوهِ النَّاسِ عَنْهُ ضَرَعَ إِلَى مُصَالَحَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنِ ائْتِنَا وَلا يَأْتِنَا مَعَكَ أَحَدٌ، وَكَرِهَ أَنْ يَأْتِيَهُ عُمَرُ لِمَا عَلِمَ مِنْ شِدَّةِ عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: لا تأتهم وحدك، قال ابو بكر: ولله لآتِيَنَّهُمْ وَحْدِي، وَمَا عَسَى أَنْ يَصْنَعُوا بِي! قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَلِيٍّ، وَقَدْ جَمَعَ بَنِي هَاشِمٍ عِنْدَهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنَا مِنْ أَنْ نُبَايِعَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنْكَارٌ لِفَضِيلَتِكَ، وَلا نَفَاسَةٌ عَلَيْكَ بِخَيْرٍ سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ، وَلَكِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ لَنَا فِي هَذَا الأَمْرِ حَقًّا، فَاسْتَبَدَدْتُمْ بِهِ عَلَيْنَا. فَلَمَّا صَمَتَ عَلِيٌّ تَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثم قال: اما بعد، فو الله لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَلَوْتُ فِي هَذِهِ الأَمْوَالِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ غَيْرَ الخير، ولكنى سمعت رسول الله يَقُولُ: لا نُورَّثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ

مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ، وَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ لا أَذْكُرُ أَمْرًا صَنَعَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ إِلا صَنَعْتُهُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ، فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ عَذَرَ عَلِيًّا بِبَعْضِ مَا اعْتَذَرَ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ، وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ، ثُمَّ مَضَى إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ قَالَتْ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالُوا: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، قَالَتْ: فَكَانَ النَّاسُ قَرِيبًا إِلَى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْحَقَّ وَالْمَعْرُوفَ[1].

معمر (شاگرد امام زہری) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے زہری سے سوال کیا: کیا علی نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی؟ تو زہری نے کہا: ہاں، اور بنو ہاشم میں سے کسی بھی فرد نے بیعت نہیں کی تھی۔ حتیٰ کہ علیؓ بیعت پر رضامند ہو گئے مصلحت کے تحت، اور ابو بکرؓ کی طرف پیغام بھیجا: آپ مجھ سے ملاقات کیجیئے اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم! ضرور ان کی پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ کیا ' اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے ' سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گئی اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے

---

[1] تاريخ الطبري ج ٢ ص ٤٤٨

زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکرؓ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علیؓ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت کا حصہ نہ تھا بل کہ امام زہری کا کلام ہے جسے وہ بلا سند بیان کرتے ہیں، امام معمر کا اسے تفصیلا بیان کرنا اور تفریق کرنا اس روایت کے مدرج ہونے کے لیے کافی ہے اور یوں امام بیہقیؒ کا نقد دلائل کے تحت صحیح ثابت ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی مقامات موجود ہیں جہاں قال سے تفریق موجود ہے، اسی طرح دیگر کتب سے بھی کلام کی تفریق کا علم ہو جاتا ہے۔

ادھر ایک اعتراض کا ازالہ کرنا ضروری ہے اکثر شیعہ حضرات یہ جواب دیتے نظر آتے ہیں کہ اگرچند روایات میں قال (مزکر کے صیغے) سے متن موجود ہے تو چند روایات میں قالت (مؤنث کے صیغے) سے بھی تو مروی ہے تو یہ ان کا اعتراض ادراج کی اصطلاح کو نا سمجھنے کے باعث ہے۔ جب ہم یہ ذکر کر چکے ہیں

کہ ادراج میں کلام اس طرح جمع ہو جاتے ہیں کہ بعد والے راویان تفریق نہیں کر پاتے جس کے باعث وہ دو کلام کو ایک ہی کلام سمجھ بیٹھتے ہیں اسی لیے زہریؒ کے کلام کو سیدہ عائشہؓ کا کلام سمجھ کر بیان کیا جاتا رہا۔ اس لیے "قال" کی جگہ چند مقامات پر قالت ذکر ہوا ہے۔

اس تفریق پر ایک اور واضح دلیل بھی موجود ہے امام محدث ابو عوانہ سفرائینیؒ نے جب یہ روایت بیان کی ہے تو انہوں نے بھی کلام میں تفریق کی ہے۔

حدثنا مُحَمَّد بن يحيى، قال: حدثنا عبد الرزاق ح،وحدثنا مُحَمَّد بن علي الصنعاني، قال: أخبرنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا معمرح، وحدثنا الدّبري، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، أنّ فاطمةَ والعبّاس، أتيا أبا بكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله -ﷺ-، وهما حينئذ يطلبان أرضه من فدك، وسهمه من خيبر، فقال لهما أبو بكر: إنِّي سمعت رسول الله -ﷺ- يقول: "لا نورث، ما تركنا صدقةٌ، إنّما يأكل آل مُحَمَّد من هذا المال ......

قال رجل للزهري: فلم يبايعه عليٌّ ستة أشهر، قال: ولا أحد من بني هاشم حتى بايعه عليٌّ[1] ....

یہاں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ جب امام ابو عوانہ نے بیان کیا تو واضح الفاظ میں اس کلام کو زھری کی طرف منسوب کیا ہے۔ ایک بھی روایت میں راوی کے شاگرد کی طرف سے تفریقِ کلام کی دلیل مل جائے تو اس حدیث کو مدرج قرار دے دیا جاتا ہے۔

مستخرج سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے کہ جس میں مصنف کسی سابق مصنف کی روایت کو اپنی اسناد کے اعتبار سے روایت کرے۔ اس طرح کہ اس کا درمیان میں واسطہ نہ آئے اور اس کے شیخ یا اوپر جا کر یہ واسطہ مل جائے، امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق سفرائینی نے صحیح مسلم کو سامنے رکھ کر اس کی روایات کو اپنی

---

[1] مسند أبي عوانة ح ٦٦٧٩

اسناد سے بیان کیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے صحیح مسلم میں جو خاص نام سے تصریح نہیں کی گئی تھی اسے بعد میں بیان کر دیا گیا ہے البتہ قال سے بیان ہونا بھی سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

اسی طرح ایک اشکال یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ امام بیہقی کا نقد امام بخاری کی تصحیح کے خلاف ہے اور چوں کہ امام العلل محمد بن اسماعیل بخاریؒ امام بیہقی سے زیادہ ماہر ہیں اس فن میں اور اکابر ہیں اس لیے بیہقیؒ کے نقد کو اہمیت نہیں دی جائے گئی، یہ مؤقف ان لوگوں کا ہے جو اس حوالے سے ائمہ علل کی تقلید کے قائل ہیں یہاں تک کہ دلائل حکمِ محدث کے خلاف نکل آئیں۔البتہ یہ بھی غلط فہمی ہے کہ امام بیہقیؒ کی تحکیم امام بخاریؒ کے حکم کے خلاف ہے بل کہ امام بخاریؒ اس روایت سے قطع نظر اور بھی ایسی روایات لائے ہیں جو مدرج ہوتی ہیں اور صحیح بخاری میں کئی امثلہ پیش کی جاسکتی ہیں،...چند ایک درج ذیل ہیں:

امام بخاری کہتے ہیں:

أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ : كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الخَلاَءُ ، فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ – قَالَ : وَالتَّحَنُّثُ : التَّعَبُّدُ – اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ العَدَدِ

اس روایت پر امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

هذا مدرج فی الخبر وهو من التفسیر الزهری ،كما جزم به الطیبی.[1]

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں،امام بخاریؒ کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ

---

[1] فتح الباري ج ١ص٢٣

الحَبَلَةِ ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الجَاهِلِيَّةِ ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا[1].

اس روایت پر امام خطیب بغدادی کہتے ہیں:

وتفسيرحبل الحبلة ليس من كلام عبدالله بن عمر وإنما هو من كلام نافع ادرج في الحديث[2].

اس روایت میں بیع کا طریقہ حبَلِ الحباله کے الفاظ حضرت ابن عمرؓ سے مروی نہ تھے لیکن امام نافع نے اس میں وضاحت جو کی وہ بعد کے راویان نے روایت کا ہی حصہ سمجھ لیا اور یہی سمجھا کہ یہ ابن عمر سے ہی ہے، دیگر علماء نے بھی اس میں ادراج کی نشاندہی کی ہے۔

اسی طرح امام سیوطی کہتے ہیں:

حَدِيث عَائِشَة فِي الْهِجْرَة واستأجر رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَأَبُو بكر رجلا من بني الديل هاديا خريتا الحَدِيث والخريت الماهر بالهداية وَقد غمس حلفا فِي آل الْعَاصِ بن وَائِل السَّهْمِأخرجه الشيخان، وقوله:"والخريت الماهر بالهداية" مدرج من قول الزهري قال في الفتح[3].

بنی الدیل کا ایک شخص جو راستہ بتانے کے لیے رکھا تھا اور وہ راستوں کا بڑا ماہر تھا یہ الفاظ امام زھری نے بطور وضاحت بیان کیے ہیں۔اس طرح کئی روایات بخاری میں موجود ہیں جن کا احاطہ علماء نے کیا ہے۔اس کے لیے دیکھئیے دکتور محمد بن عبدالرزاق الرعود کا کتابچہ المدرج فی الحديث النبوي شريف مفهومة۔

---

[1] صحیح بخاری ح ٢٠٥٩

[2] الفصل ج ١ ص٣٦٠

[3] المدرج الی المدرج ص ٤٠ ح ٤٩

جیسے اس قسم کا ادراج بخاری کی صحت پر اثر انداز نہیں ہے بالکل ویسے ہی ہماری پیش کردہ روایت بھی حکم صحیح کے معارض نہیں ہے بل کہ اس کے مدرج ہونے کی دلیل تو شیخین کی اپنی کتب میں بھی موجود ہے جس کو مزید ہم نے واضح کر دیا ہے۔ سندی اعتبار سے اس قدر بحث کافی ہے مزید اگر کوئی اشکال پیش کیا گیا تو اس کا جواب دیا جائے گا۔

درایتی بحث:

روایت پر درایتا بھی بحث کی جا سکتی ہے علمأ نے امام زہری کی بیان کردہ تاریخ کے خلاف رائے بھی قائم کی ہے جیسے کہ امام بیھقی کہ متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یا پھر امام زہری کی روایت کی تطبیق ایسے کی ہے کہ یہ بیعت ثانی تھی لیکن یہ ظناً تو کہا جا سکتا ھے لیکن اس پر صریح روایت موجود نہیں ہے جس سے اس دعویٰ کو تقویت ملے۔ بہر کیف تاریخی اعتبار سے جس روایت سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہیں ہم نے اس کا شافی جواب عرض کر دیا ہے اب ہم اپنے موقف پر روایات پیش کریں گئے تا کہ ہمارا دعویٰ دلیل پر قائم ہو جائے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ موسی بن عقبہ رحمہ اللہ کی کتاب "المغازی" سے نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ فِي مَغَازِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ كَانَ مَعَ عُمَرَ وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ كَسَرَ سَيْفَ الزُّبَيْرِ، ثُمَّ خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَاعْتَذَرَ إِلَى النَّاس وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً، وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ، فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُونَ مَقَالَتَهُ، وَقَالَ عَلِيٌّ والزبير ما تأخرنا إلا لأنَّنا أُخرنا عَنِ الْمَشُورَةِ، وَإِنَّا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا.إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَإِنَّا لَنَعرِفُ شَرَفَهُ وَخَيْرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم بالصَّلاة بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ[1].

---

[1] المغازی لموسى بن عقبة جمعه محمد باقشيش ابو مالك ص ٣٣٥،المنتخب من المغازی موسى بن عقبة لابن قاضي شبهة ص ٩٣ البداية والنهاية ج٦ ص٣٣٣-٣٣٤ ط إحياء التراث،واسناده صحيح

موسی بن عقبہ اپنی (کتاب) مغازی میں بحوالہ سعید بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور لوگوں کے پاس معذرت کرتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم میں شب و روز میں کبھی امارت کا خواہش مند نہیں ہوا اور نہ کبھی میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر کبھی اس کے متعلق اللہ سے دعا کی ہے، تو مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کر لیا اور اور حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں صرف یہ شکایت ہے کہ ہمیں مشورے میں پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امارت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں، نیز آپ یار غار ہیں اور ہم آپکی شرافت و بزرگی کو جانتے ہیں، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

اسی روایت کو امام بیہقی نے امام موسی تک اپنی سند سے بھی بیان کیا ہے:

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِئٍ , ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَيْهَقِيُّ , ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ , عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ,عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ[1].....

اس سند میں محمد بن فلیح کمزور راوی ہے البتہ شواھد و متابعت میں اس سے روایت لی جاسکتی ہے اور اس کے شواہد میں صحیح روایت موجود ہے۔اس لیے یہاں اس راوی کا ضعف مضر نہیں۔

اس روایت سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا علی و زبیر رضی اللہ عنہ کا اختلاف صرف یہ تھا کہ انہیں مشاورت میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟اس کے علاوہ یہ جلیل القدر شخصیات بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی

[1] الإعقاد للبيهقي ص٢٥٠

شان کے معترف تھیں، اور انہیں ہی خلیفۃ الرسول دیکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان اصحاب رسول نے بھی کچھ اختلاف کے بعد بیعت کرلی تھی اور امت کی وحدت میں شامل ہو گئے۔اور سیدنا عمر و عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے پر ان حضرات کو کوئی اختلاف نہ تھا اگر واقعتا اختلاف شخصیات سے تھا تو یہ ضروری تھا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھی یہ لوگ اپنا اختلاف برقرار رکھتے۔مذکورہ روایت کی موافقت میں مزید روایت درج ذیل ہے۔

امام بیہقیؒ کہتے ہیں:

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَامِدٍ الْمُقْرِئُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ , ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ , ثنا وُهَيْبٌ , ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ , ثنا أَبُو نَضْرَةَ , عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَّا ، فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِنَّا، قَالَ: فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَكُونُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: جزَاكُمُ اللَّهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذَلِكَ لَمَا صَافَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوهُ ثُمَّ انْطَلَقُوا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَبَايَعهُ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتَّى جَاءُوا بِهِ قَالَ: ابْنُ عَمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيُّهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعهُ[1].

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا انصار کے خطیب کھڑے ہو گئے تو ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا: اے گروہ مہاجرین! جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی کو عامل بناتے تو اس کے ساتھ ہمارا آدمی بھی ملاتے تو ہماری رائے یہ ہے کہ یہ امر خلافت بھی دو آدمیوں کو سونپا جائے ایک تم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے ہو۔ابو سعید خذری نے فرمایا: پھر انصار کے خطیب بار باریہی بات دہرانے لگے تو حضرت زید بن ثابت رض کھڑے ہوئے آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے امام بھی مہاجرین میں سے ہو گا ہم اس کے معاون و مددگار ہوں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیقؓ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تعالی تمھیں جزائے خیر دے اور قائل کو ثابت رکھے پھر فرمایا: اگر تم اس کے علاوہ کرو تو ہم تم سے مصافحہ نہیں کریں گے۔ پھر زید بن ثابت رض ابو بکر صدیق علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یہ تمھارے صاحب ہیں ان کی بیعت کرو۔ پھر لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا ان میں حضرت علی علیہ السلام کو نہیں دیکھا تو آپ نے پوچھا علی کے متعلق پوچھا تو انصار میں کچھ لوگ اٹھے وہ حضرت علی علیہ السلام کو لے کر آئے تو حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ ص کے داماد! کیا آپ مسلمانوں کی لاٹھی توڑنے کاارادہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے رسول اللہ کے خلیفہ کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے بیعت کی۔ پھر آپ

[1] الإعتقاد للبيهقي ص۳٤۹،واسناده صحيح

نے حضرت زبیر بن عوام کو نہیں دیکھا۔ آپ نے ان کے متعلق پوچھا لوگ انھیں لے آئے۔ جب حضرت زبیرؓ آ گئے تو آپ نے فرمایا: اے رسول اللہ کی پھوپھی کے بیٹے اور حواری! کیا آپؓ نے مسلمانوں کے عصا کو پھاڑنے کا ارادہ کیا ہے؟ تو حضرت زبیرؓ نے حضرت علی علیؓ جیسا جواب دیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کوئی حرج نہیں پھر آپ نے بھی بیعت کرلی۔

امام بیہقی کہتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيُّ: سَمِعْتُ ابْنَ خُزَيْمَةَ يَقُولُ: جَاءَنِي مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ فَسَأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَكَتَبْتُهُ لَهُ فِي رُقْعَةٍ وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ يُسَاوِي بَدَنَةً، فَقُلْتُ: يَسْوَى بَدَنَةً، بَلْ هَذَا يَسْوَى بَدْرَةً[1].

ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے ابن خزیمہ رحمہ اللہ کو بیان کرتے سنا وہ کہتے ہیں: مسلم بن حجاج میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے انہیں اس حدیث کو کاغذ پر لکھ دیا اور پڑھ کر بھی سنایا، اور (امام مسلم) نے کہا: یہ حدیث اونٹ کے برابر ہے، تو میں (امام ابن خزیمہ -از ناقل) نے کہا: یہ اونٹ کے برابر ہے بل کہ یہ تو دس ہزار درہم کی تھیلی کے برابر ہے۔

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری پیش کردہ روایت ائمہ ناقدین کے ہاں معتبر تھی۔اور کسی نے بھی اس روایت پر اعتراض نہیں کیا بل کہ ائمہ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے اور تصحیح کی ہے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہم نے امام زہری کی بیان کردہ تاریخ کے مقابلے میں متصل اسناد سے استدلال کیا ہے اور جب زہری رح کا یہ بیان مرجوح ہے تو اسی طرح ان کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کے متعلق کہنا کہ وہ ناراض ہو گئیں تھیں تو یہ حصہ بھی زہری رح کی معضلات میں سے ہے۔اور ان کا دوبارہ بات

[1] السنن الكبرى للبيهقي ج ٨ ص ٢٤٧ ح ١٦٥٣٩،هذا أثر جيد، البداية و النهاية ج٦ص٣٣٣

نہ کرنا فدک کے حوالے سے ہی ہے، جسے کچھ سطحی ذہن کے لوگ نے یہ بنادیا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے ناراضگی کے باعث ترک کلام کیاجب کہ روایت میں واضح ہے کہ سیدہ نے دوبارہ فدک کے حوالے سے بات نہ کی۔

خلاصہ الکلام:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی عام بیعت میں ہی شامل تھے آپ کا اختلاف صرف یہ تھا کہ مشاورت میں انہیں بھی شامل کرنا چاہیے تھا۔اور جو کچھ زہری رح نے بیان کیا ہے اس کی تائید میں ہمیں کوئی بھی صحیح و حسن متصل روایت نہ مل سکی۔